خصوصی مقالہ

اختلافات مرزا قادیانی

ابوعبداللہ محمد اصغر توحیدی
گوجرانوالہ

ان الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

مرزائی قادیانی حضرات کیلئے دعوت فکر!

محترم قارئین کرام ہمارے اور مرزائی قادیانی حضرات کے درمیان بنیادطور پر یہ امر اختلافی ہے کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعاوی میں صادق ہے یا کہ کاذب۔ باقی سب مسائل اس کے تحت ہیں۔ ہم مرزا قادیانی کو اس کے دعاوی میں کاذب سمجھتے ہیں۔ اور قادیانی حضرات اس کو صادق سمجھتے ہیں۔ زیرنظر مقالہ میں ہم اللہ کریم کی توفیق سے مرزا قادیانی کی مختلف کتب سے اس کے اپنے اقوال میں تضاد واختلاف ثابت کریں گے۔ جو کہ مرزا قادیانی کے کذب پر صریحا دلالت کرتے ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

اختلاف نمبر 1:

عیسیٰ علیہ السلام کے امت محمدیہؐ میں شمار ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (ازالہ اوہام) کے ص نمبر 109 پر لکھا ہے کہ (اگر یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کر کے پکارا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس میں (امامکم منکم) موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منکم کے خطاب کے مخاطب امتی لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے دنیا کے آخر تک ہوتے رہیں گے)۔

قارئین کرام: یہ عبارت اپنے مطلب و معانی میں بالکل صاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی امت میں داخل ہیں۔ اب اس کے برعکس ملاحظہ فرمائیں چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (براہین احمدیہ) حصہ پنجم صفحہ نمبر 184 پر لکھا ہے کہ (حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔ کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنحضرت ﷺ اور بغیر اتباع قرآن محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت ﷺ کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو۔ اور ظاہر ہے کہ کہ ایسا خیال حضرت عیسیٰ کی نسبت کرنا کفر ہے۔ کیونکہ گو وہ اپنے درجہ میں آنحضرت ﷺ سے کیسے ہی کم ہوں مگر نہیں کہہ سکتے کہ جب تک وہ دوبارہ دنیا میں آ کر آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل نہ ہوں تب تک نعوذباللہ وہ گمراہ اور بے دین ہیں۔ یا وہ ناقص ہیں اور ان کی معرفت نا تمام ہے۔ پس میں اپنے مخالفوں کو یقینا کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہرگز نہیں ہیں۔ (انتہی)

محاسبہ:

مرزا قادیانی نے (ازالہ اوھام) میں عیسیٰ کو بحوالہ بخاری شریف نبی اکرم ﷺ کا امتی قرار دیا۔ لیکن اپنی دوسری کتاب (براہین احمدیہ) حصہ پنجم میں عیسیٰ کو نبی کریم ﷺ کی امت میں داخل سمجھنا ایک کفریہ بات قرار دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آپ حضرات یوں سمجھیں کہ ایک کتاب میں ایک چیز کو کفر قرار دیا اور دوسری کتاب میں اسی کفر کا خود مرتکب ہوا۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے ہی فتویٰ کی رو سے خود کافر ٹھہرا ہم کو اپنا علیحدہ فتوی لگانے کی ضرورت نہیں۔

اختلاف نمبر 2:

حضرت عیسیٰ کی جائے وفات کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (ازالہ اوھام) کے صفحہ نمبر 177 پر لکھا ہے۔ (اب پادری صاحب اس عبارت پر خوش ہوکر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے۔ جس نے نہ

مسیح کو دیکھا ہے اور نہ اس کے شاگردوں سے کچھ سنا پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ جو شہادت رؤیت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اس میں حوالہ ہے ماسوا اس کے کہ یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ انتہی

لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی ایک دوسری تصنیف (تریاق القلوب) کے صفحہ نمبر 316 پر لکھا ہے: (اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کار کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے۔ اور سکھوں کے زمانہ تک ان کی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خانیار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے) انتہی

محاسبہ:

مرزا قادیانی (ازالہ اوھام) صفحہ نمبر 177 پر تسلیم کیا ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں (جو کہ مسیح علیہ السلام کا آبائی قصبہ تھا) جو کہ ملک شام میں واقع ہے وہاں جا کر فوت ہو گئے لیکن اپنی دوسری تصنیف (تریاق القلوب) صفحہ نمبر 316 پر اقرار کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام فلسطین سے ہجرت کر کے آخر کار کشمیر پہنچے اور شہر سرینگر کے محلہ خان یار کے قریب آپ کا مزار مقدس ہے ان دونوں تحریرات کا جھوٹا اور بودا ہونا صاف ظاہر ہوتا ہے وہ اس طرح کہ ایک آدمی ایک ہی جگہ پر فوت ہوتا ہے کبھی بھی دو جگہوں پر فوت نہیں ہوا یہ ایک اصول کی بات ہے لہٰذا جب مسیح علیہ السلام بقول مرزا قادیانی اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گئے تو پھر وہ کشمیر میں ہجرت کر کے کیسے آ گئے اور اگر بقول مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کشمیر میں آ کر فوت ہوئے تو وہ اپنے وطن گلیل میں کیسے فوت ہو گئے ظاہر بات ہے کہ ان دونوں اقوال میں میں سے ایک قول ضرور جھوٹا ہے ویسے ہمارے نزدیک تو یہ دونوں اقوال ہی جھوٹے اور بلا دلیل ہیں۔ اب یہ فیصلہ کرنا قادیانی حضرات کا کام ہے کہ وہ آپس میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کا کونسا قول جھوٹا ہے اور کونسا سچا ہے۔ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے اس میں ہمیں دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن اتنا ضرور ان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ خدا کے واسطے انصاف سے کام لیکر اپنے نبی کے ایک قول کو ضرور جھوٹا قرار دیں ورنہ آپ بے انصاف کہلائیں گے اور اس صورت میں آپ کو احمدی نہیں بلکہ احمقی کہا جائے گا۔

اختلاف نمبر 3:

ملائکہ میں کن فیکون کی صفت ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (حمامۃ البشری) عربی اردو میں صفحہ نمبر 239.240 پر لکھا ہے کہ (وحاصل قولنا ان الملائكة قد خلقوا حاملين للقدرة الابدية الالهية منزهين عن التعب واللغب والمشقة...... من لدنه على كل شيئ وانما امرهم اذا ارادوا شيئا فيكون الشيء المقصود من غير توقف

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ہماری بات کا حاصل یہ ہے کہ ملائکہ اس طور پر پیدا کئے گئے ہیں کہ وہ خدا کی ابدی قدرت کو اٹھانے والے اور تھکاوٹ اور مشقت سے پاک ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کریں تو وہ چیز بلا توقف ہو جاتی ہے) لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی اس تصنیف (حمامۃ البشری) کے صفحہ نمبر 261 پر لکھا ہے۔ (بل نؤمن ونعتقد ان الله احد صمد لا شريك له في ذاته ولا في جميع صفاته لافي السموات ولا في الارضين ومن اشرك بالله شيا من اشياء السماء او الارض فهو كافر ومرتد عندنا مفارق الدين الاسلام ودخل في المشركين)

مطلب اس مذکورہ عبارت کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے: کہ لیکن اس کے ساتھ ہم ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے اس کی ذات اور جملہ صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ آسمانوں اور نہ زمینوں میں اور جس نے آسمان اور زمین کی اشیاء میں سے کسی شیء کو خدا کا شریک ٹھہرایا وہ ہمارے نزدیک کافر۔ مرتد اور اسلام سے الگ ہونے والا اور مشرکوں میں داخل ہے۔

محاسبہ:

کتاب مذکورہ کے ص نمبر 240-239 پر مرزا قادیانی نے ملائکہ کی یہ حقیقت اور شان بیان کی ہے۔ کہ جب فرشتے کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام فوری طور پر بلا توقف ہو جاتا ہے۔

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے ملائکہ کو اللہ پاک کی ایک صفت (کن فیکون) میں شریک کیا ہے مرزائی قادیانی حضرات کیلئے یہ بات بہت ہی قابل غور ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ اس کتاب کے ص نمبر 261 پر اپنا اعتقاد یہ بھی بتلایا ہے کہ اللہ اکیلا ہے بے نیاز ہے۔ اس کی ذات اور جملہ صفات میں آسمانوں اور زمینوں میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہیں اور یہ بات ہے بھی درست۔ نیز اپنا یہ عقیدہ بھی بتلایا ہے کہ جو آدمی زمینوں اور آسمانوں کی اشیاء میں سے کسی شئی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔ ایسا آدمی کافر ہے مرتد ہے اسلام سے الگ ہونے والا ہے۔ اور وہ مشرکوں میں داخل ہے۔

خدا را بانصاف مرزائی قادیانی حضرات غور وفکر کریں اور اس فتویٰ پر برا نہ منائیں کیونکہ ہم نے یہ فتویٰ اپنی طرف سے جاری نہیں کیا بلکہ ہم تو مرزا قادیانی کے فتویٰ کو صرف نقل کرنے والے ہیں۔

ہم مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو دعوت فکر پیش کرتے ہیں کہ اللہ کیلئے ایسے مشرک کافر مرتد اور اسلام سے الگ ہونے والے کی پیروی چھوڑ کر امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی اتباع اختیار کریں اور اتباع نبوی کرکے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کی فکر کریں کیونکہ اس دنیا کی زندگی عارضی اور فانی ہے۔ اور آخرت کی زندگی ابدی ہے۔

اختلاف نمبر 4:

سکھوں کے گورو بابا نانک کو مسلمان سمجھ کر اس کے جنازہ کے ہونے یا نہ ہونے کے متعلق اختلاف:

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (ست بچن) صفحہ نمبر 102 پر گورونانک کے متعلق لکھا ہے کہ (ان کی وفات کے وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کا ضرور جھگڑا ہوا تھا۔ ہندو باوا صاحب کی نعش کو جلانا چاہتے تھے اور مسلمان ان کے اسلام کے خیال سے دفن کرنے کیلئے اصرار کرتے تھے۔ اس تکرار نے ایسا طول کھینچا کہ جنگ تک نوبت پہنچی۔ انگریز مورخ سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے آکر نہایت زور کے ساتھ دعویٰ کیا کہ باوا صاحب ہم میں سے تھے ان کی نعش ہمارے حوالے کرو۔ تاکہ اسلام کے طریق پر ان کو دفن کریں پھر تعجب یہ ہے کہ باوا صاحب کی قوم کے بزرگوں نے جن کے سامنے یہ دعویٰ ہوا۔ اس بات کا رد کوئی بھی نہ کرسکا۔ کہ ایسا دعویٰ کیوں کیا جاتا ہے کہ باوا صاحب مسلمان تھے بلکہ قوم کے بزرگ اور دانشمندوں نے بجائے رد کے یہ بات پیش کی کہ باوا صاحب کی نعش چادر کے نیچے گم ہوگئی ہے۔ اب ہندو اور مسلمان نصف نصف چادر لے لیں اور اپنی اپنی رسوم ادا کریں چنانچہ مسلمانوں میں ایک جھوٹی قبر بنانا اور صرف کپڑا دفن کرنا اور اس کو قبر سمجھنا ایک فریب اور گناہ میں داخل ہے۔ مسلمان ہرگز ایسا نہیں کرسکتے اور اگر ان کو صرف چادر ملتی تو وہ تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھتے اور ہرگز نہ چاہتے کہ اس کو دفن کریں بجائے نعش کے چادر یا کسی اور کپڑا کا دفن کرنا کسی جگہ اسلام میں حکم نہیں۔ نہ قرآن اور حدیث میں اس کا نشان پایا جاتا ہے بلکہ یہ دجل اور فریب کی قسم میں ہے۔ جو شریعت اسلام میں کسی طرح جائز نہیں) انتہی

محاسبہ:

مرزا قادیانی نے اس مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر 102 پر تسلیم کیا ہے کہ سکھوں کے گورو بابا نانک کی وفات کے قریب ہندوؤں اور مسلمانوں کا اس کے دفن کی بابت جھگڑا ہوا تھا مسلمان اس کو مسلمان سمجھ کر دفن کرنا چاہتے تھے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کا اس کے دفن کی بابت جھگڑا ہوا تھا مسلمان اس کو مسلمان سمجھ کر دفن کرنا چاہتے تھے اور ہندو اس کو ہندو سمجھ کر جلانا چاہتے تھے بقول مرزا قادیانی اس ہندو مسلم تنازعہ کا فیصلہ یہ ہوا کہ چونکہ باوا نانک کی نعش دستیاب نہیں ہوسکی۔ لہذا ان پر جو چادر ڈالی گئی ہے اس کے دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا لے لیا جائے چنانچہ حسب فیصلہ فریقین اس فیصلہ پر عمل ہوا مسلمانوں نے اپنے حصہ کے ٹکڑا چادر کو دفن کرکے اپنی مذہبی رسم پوری کی اور ہندوؤں نے اپنے حصہ کے ٹکڑا چادر کو جلا کر اپنی مزہبی رسم پوری کی اس تحریر میں مرزا قادیانی کا اقرار موجود ہے کہ چادر کے ٹکڑے پر جنازہ پڑھ کر اس ٹکڑے کو دفن کیا گیا تھا لیکن اس مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر 103/104 پر مرزا قادیانی کا انکار موجود ہے۔ کہ شریعت اسلامی میں محض چادر پر جنازہ پڑھنا اور دفن کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور مسلمانوں نے ہرگز ایسا نہیں کیا اب ظاہر بات ہے کہ مرزا قادیانی کی ان دونوں باتوں میں اختلاف ہے اب ان دونوں میں ایک ضرور جھوٹی ہے۔ اب یہ تمام دنیا کے مرزائی قادیانی حضرات پہ لازم ہے کہ اس بات کا فیصلہ کرنے کیلئے اپنا ایک عالمی اجتماع منعقد کریں کہ حضرت صاحب کے ان دونوں اقوال میں سے کونسا قول جھوٹا ہے اور کونسا سچا ہے۔ ہم تو صرف ان کو جھوٹ اور سچ میں فرق کرنے کیلئے دعوت فکر ہی دے سکتے ہیں۔

اختلاف نمبر 5:

حضرت عیسیٰ میں مردانہ صفات ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (نور القرآن حصہ دوم) صفحہ نمبر 12 پر لکھا ہے کہ (ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے ادھر ادھر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی) انتہیٰ

لیکن اس کے برعکس اسی کتاب مذکورہ کے صفحہ نمبر 44/45 پر لکھا ہے کہ (مگر آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روویں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھے اور نہایت ناز اور نخرے سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا ہے۔ تو وہ کسی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگوں کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزا آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو۔ یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت مناسب نہیں مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترشوئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے یسوع صاحب ایک زنا کار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے بھلا وہ شخص جو ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے پینے میں بھی ایسا اول نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی پڑ گیا ہے یہ کھاؤ پیو ہے اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید کی جا سکتی ہے ہمارے سید و مولا افضل الانبیاء خیر الاصفیا محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کیلئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین تو بہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا۔ جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشا کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اسے جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ اور جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے۔ اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کے یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا کمبخت زانیہ کے چھونے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت نے پورے طور پر کام کیا ہوگا) انتہیٰ

محاسبہ:

مرزا قادیانی نے اپنی اس مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر 12 پر تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات سے عاری تھے۔ (یعنی دوسرے لفظوں میں نامرد تھے) لیکن اسی کتاب مذکورہ کے صفحہ نمبر 44/45 سے ایک لمبی عبارت جو کہ مسیح علیہ السلام (جس کو عیسائی حضرت یسوع مسیح کہتے ہیں) کی اہانت اور گستاخی پر مبنی ہے۔ جو کہ مجھے مجبورا قارئین کرام کو محض حوالہ کے طور پر نقل کرنی پڑی۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بقول مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کے اس کنجری کو چھونے سے شہوانی جذبات بیدار ہو گئے تھے (معاذ اللہ) تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزا کے بقول حضرت مسیح علیہ السلام تو مردانہ صفات سے محروم تھے تو پھر ان کے شہوانی جذبات اس کنجری کو چھونے سے کیسے بیدار ہو سکتے تھے۔ (حالانکہ مرزا قادیانی کا حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ محض افترا ہے بہر حال مرزا قادیانی کے ان دونوں اقوال میں سے ایک قول ضرور جھوٹا ہے کیونکہ دونوں آپس میں اختلاف ہے اب میں عیسائی حضرات سے کہتا ہوں کہ اگر آپ کے دلوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی عزت ہے تو آپ حضرات کے مذہبی بھائیوں امریکہ برطانیہ فرانس جرمنی یا دیگر یورپی ممالک کو ایسے مسیح علیہ السلام کے گستاخوں اور بے ادبوں کو اپنے اپنے ممالک میں سیاسی پناہ ہرگز نہیں دینی چاہئے خدا کیلئے کچھ تو مذہبی غیرت سے کام لیں۔

قارئین کرام میں نے اللہ پاک کی توفیق سے مرزا قادیانی کی کتب سے چند ایک حوالہ جات اس کے اختلافی اقوال کی بابت نقل کئے ہیں ورنہ اس کی کتب میں بے شمار اس قسم کے اختلافی اقوال موجود ہیں۔ جن کا کوئی بھی معقول جواب اس کے پیروکار دینے سے قاصر ہیں۔

ضروری نوٹ:

بقیہ صفحہ 33 پر